باب 11

Chapter XI

قدرِزائد کی شرح اور مجموعی مقدار

Rate and Mass of the Surplus value

اردو ترجمہ: امتیاز حسین، ابن حسن

جیسا کہ اب تک [ہم نے فرض کیا]، اس باب میں قوتِ محن کی قدر اور اسی طرح اُس قوتِ محن کی تخلیقِ نو یا بحالی کے لئے درکار دیہاڑی کے حصے کی مستقل مقداروں کو طے شدہ لیا جا رہا ہے۔

اس مفروضے کو قائم کرنے کے بعد، قدرِزائد کی شرح کے ساتھ ساتھ اس [قدرِزائد] کی مجموعی مقدار بھی موجود ہوتی ہے جو ایک مزدور وقت کے ایک خاص دورانیے میں سرمایہ دار کے لئے مہیا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر لازم محن کی روزانہ کی مقدار 6 گھنٹے ہو جو سونے کی مقدار میں ظاہر ہوتے ہوئے 3 شلنگ کے مساوی بن جائے تو اس صورت میں 3 شلنگ اُس ایک قوتِ محن کی روزانہ کی قدر، یا اس سرمائے کی قدر ہوگی جو قوتِ محن کی خریداری میں لگایا گیا۔ اب اگر قدرِزائد کی شرح 100% ہو تو اس صورت میں 3 شلنگ کی مالیت کا یہ تغیر پذیر سرمایہ 3 شلنگ کے مساوی مقدار کی قدرِزائد پیدا کرے گا، یا مزدور ہر روز 6 گھنٹے کے برابر محنِ زائد کی مقدار مہیا کرے گا۔

لیکن ایک سرمایہ دار کا تغیر پذیر سرمایہ اُن تمام قوت ہائے محن کی مجموعی قدر کا روپے میں اظہار ہوتا ہے جسے سرمایہ دار یک مُشت کھپا دیتا ہے۔ چنانچہ اس کی قدر ایک قوتِ محن کی اوسط قدر کے مساوی ہوتی ہے جس کو قوت ہائے محن کی تعداد سے ضرب دے دی جاتی ہے۔ لہٰذا قوتِ محن کی ایک دی گئی مقدار کے حوالے سے تغیر پذیر سرمائے کا حجم یک مُشت لگائے جانے والے مزدوروں کی تعداد کی رو سے راست طور پر بدلتا ہے۔ اگر ایک قوتِ محن کی روزانہ کی قدر 3 شلنگ کے مساوی ہو تو اس صورت میں محن کی 100 قوتوں کے روزانہ کے استحصال کے لئے ضروری ہے کہ 300 شلنگ کے مساوی سرمایہ لگایا جائے، اور محن کی قوتوں [مزدوروں] کی n تعداد کے روزانہ استحصال کے لئے 3 شلنگ سے n گُنا زیادہ۔

اسی طرح اگر 3 شلنگ کا تغیر پذیر سرمایہ ایک مزدور کی روزانہ کی قدر ہو، اور اس سے روزانہ 3 شلنگ کی قدرِزائد پیدا ہو رہی ہو تو 300 شلنگ کے برابر تغیر پذیر سرمایہ روزانہ 300 شلنگ کے مساوی قدرِزائد پیدا کرے

گا، اور 3 شلنگ کے n گُنا روزانہ 3 شلنگ کی n گُنا قدر پیدا کرے گا۔ چنانچہ پیدا کی جانے والی قدرِ زائد کی مجموعی مقدار اُس قدرِ زائد کے مساوی ہے جو ایک مزدور کی دیہاڑی کو کام پر لگائے جانے والے مزدوروں کی کُل تعداد سے ضرب دینے پر حاصل ہوتی ہے۔ لیکن پھر یہ بھی ہے کہ قدرِ زائد کی وہ مجموعی مقدار جسے ایک تنہا مزدور پیدا کرتا ہے اُس کو قدرِ زائد کی شرح سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ یہ قانون ثابت کرتا ہے کہ پیدا کی جانے والی قدرِ زائد کی مجموعی مقدار لگائے جانے والے تغیر پذیر سرمائے اور قدرِ زائد کی شرح کے حاصلِ ضرب کے مساوی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اس کا تعین یک مُشت استعمال کی جانے والی محن کی قوتوں اور ہر تنہا قوتِ محن کے استحصال کے درجے کی مجموعی اوسط سے اخذ ہوتی ہے۔

فرض کریں کہ قدرِ زائد کی مجموعی مقدار S ہے، اور ایک تنہا مزدور کی مہیا کردہ روزانہ کی اوسط قدرِ زائد s؛ اور ایک قوتِ محن کی خریداری پر لگنے والے تغیر پذیر سرمائے کی مقدار v، اور تغیر پذیر سرمائے کی کُل مقدر V، اور ایک قوتِ محن کی اوسط قدر P ہے، اور اس کے استحصال کی سطح: ($\frac{a'}{a}$ ($\frac{surplu-labour}{necessary\ labour}$ (یعنی محنِ زائد تقسیم محنِ لازم)، اور لگائے جانے والے مزدوروں کی تعداد n ہو تو ہمارے پاس ذیل کی مساوات حاصل ہوگی:

$$s = \left| \begin{matrix} s/v \times v \\ p \times \frac{a' \times}{a} n. \end{matrix} \right.$$

یہ بات ہمیشہ ہی فرض کی جاتی ہے کہ نہ صرف اوسط قوتِ محن کی قدر مستقل ہوتی ہے بلکہ جن مزدوروں کو سرمایہ دار ملازم رکھتا ہے اُنہیں بھی اوسط حد تک کم کر دیا جاتا ہے۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ پیدا کی جانے والی قدرِ زائد میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد کے تناسب سے اضافہ نہ ہوا ہو، بلکہ اس صورت میں قوتِ محن کی قدر مستقل نہیں رہتی۔

لٰہذا قدرِ زائد کی ایک خاص مقدار کی پیداوار میں ایک پہلو کی کمی کسی دوسرے پہلو کی زیادتی سے دور ہو جاتی ہے۔ اگر تغیر پذیر سرمایہ کم ہو جائے اور اس کے ساتھ ہی قدرِ زائد کی شرح اُسی تناسب سے بڑھ جائے تو اس صورت میں پیدا ہونے والی قدرِ زائد کی مجموعی مقدار میں کوئی کمی بیشی نہیں لائے گی۔ ہمارے اس سے قبل کے مفروضے کی رو سے اگر سرمایہ دار 100 مزدوروں کے روزانہ کے استحصال کے لئے 300 شلنگ کی سرمایہ کاری کرے، اور اگر قدرِ زائد کی شرح 50% ہو تو اس صورت میں 300 شلنگ کا یہ تغیر پذیر سرمایہ 150 شلنگ، یا 100×3 کام کے گھنٹوں کی قدرِ زائد پیدا کرے گا۔ اگر قدرِ زائد کی شرح دُگنی ہو جائے، یا دیہاڑی کی طوالت 6 سے بڑھا کر 9 گھنٹے کے بجائے 12 گھنٹے کر دی جائے اور ساتھ ہی تغیر پذیر سرمائے کو گھٹاتے ہوئے 150 شلنگ تک محدود کر دیا جائے، تو اس صورت میں بھی 150 شلنگ یا کام کے 50×6 گھنٹوں کے مساوی قدرِ

زائد پیدا ہوگی۔ چنانچہ تغیر پذیر سرمائے کی کمی کو قوتِ محن کے استحصال کی تناسبی بڑھوتری سے پورا کیا جا سکتا ہے؛ یا یہ کہ کام پر لگائے جانے والے مزدوروں کی کمی کو دیہاڑی کی طوالت میں اضافہ کرتے ہوئے پورا کیا جا سکتا ہے۔ کچھ حدود کے اندر سرمائے کے استحصال شدہ محن کی رسد مزدوروں کی رسد سے آزاد ہے۔ اس سے برخلاف اگر تغیر پذیر سرمائے کی مقدار یا لگائے جانے والے مزدوروں کی تعداد اسی تناسب میں بڑھے تو قدرِ زائد کی شرح میں آنے والی کمی کی وجہ سے، قدرِ زائد کی مجموعی مقدار پر کوئی اثر پڑتا۔

لگائے جانے والے مزدوروں کی تعداد یا تغیر پذیر سرمائے کی مقدار میں آنے والے کمی کو قدرِ زائد کی شرح میں اضافے یا دیہاڑی کی طوالت میں اضافے کے ذریعے پورا کیا جائے تب بھی اس کی آخری حدود ہوتی ہیں۔ قوتِ محن کی قدر چاہے جو بھی ہو، چاہے مزدور کی بحالی کے لئے درکار عرصۂ محن 2 گھنٹے ہو یا 10 گھنٹے، وہ کُل قدر جو ایک مزدور ہر روز پیدا کر سکتا ہے ہمیشہ اُس قدر سے کم ہوگی جس میں محن کے 24 گھنٹے مجتمع ہیں، یعنی اگر حاصل ہونے والے 24 گھنٹے کے محن کا اظہار 12 شلنگ بنے تو یہ 12 شلنگ سے کم ہوگی۔ ہمارے پہلے والے مفروضے کی رو سے _ جس کے مطابق محن کے 6 گھنٹے خود قوتِ محن کی روزانہ کی بحالی کے لئے یا اس کی خریداری میں خرچ ہونے والی سرمائے کی مقدار کی باز تخلیق کے لئے ضروری ہیں_ 1,500 شلنگ کا تغیر پذیر سرمایہ جو 500 مزدوروں کو قدرِ زائد کی 100% شرح پر 12 گھنٹے کی دیہاڑی پر استعمال کرتے ہوئے 1,500 شلنگ یا محن کے 500×6 گھنٹے کی قدرِ زائد پیدا کرتا ہے۔ 300 شلنگ مالیت کا سرمایہ جو 100 مزدوروں کو 200% کی قدرِ زائد کی شرح کے ساتھ یا 18 گھنٹے کی دیہاڑی میں استعمال کرتا ہے، وہ صرف 600 شلنگ کے مساوی یا محن کے 100×12 گھنٹے کی قدرِ زائد کی مجموعی مقدار پیدا کرتا ہے۔ اور اس کی کُل قدری مصنوعہ جو لگائے جانے والے تغیر پذیر سرمائے اور قدرِ زائد کے حاصلِ جمع کے برابر ہوتا ہے، کسی دن بھی 1,200 شلنگ یا محن کے 100×24 گھنٹوں کی قدر کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ ایک اوسط دیہاڑی کی مطلق حد_ جو فطری طور پر ہمیشہ 24 گھنٹے سے کم ہوتی ہے_ تغیر پذیر سرمائے کی کمی کو قدرِ زائد کی زیادہ بلند شرح سے، یا استحصال ہونے والے مزدوروں کی تعداد میں کمی کو قوتِ محن کے استحصال کی زیادہ بڑی سطح کے ذریعے پورا کرنے کی آخری حد متعین کرتی ہیں۔ یہ سیدھا سادہ قانون بہت سارے مسائل کو سمجھنے میں اہم مدد دیتا ہے۔ یہ مسائل سرمائے کے اُس رُجحان (اس پر بعد میں بحث کی جائے گی) سے پیدا ہوتے ہیں جس کے تحت یہ جس قدر ممکن ہو کام پر لگائے جانے والے مزدوروں کی تعداد میں کمی کرتا ہے؛ یا پھر اس [سرمائے] کے تغیر پذیر متبادل کو جو قوت محن میں تبدیل ہوتا ہے کم سے کم کرتا ہے۔ یہ رجحان قدرِ زائد کی مجموعی مقدار کے زیادہ سے زیادہ حصول سے بالکل متضاد ہے۔ دوسری طرف اگر کھپائے جانے والی قوتِ محن، یا تغیر پذیر سرمائے کی مقدار میں اضافہ ہو جائے، مگر یہ اضافہ قدرِ زائد کی شرح میں

کمی کے تناسب کے حساب سے نہ ہو، تو اس صورت میں پیدا ہونے والی قدرِ زائد کی مجموعی مقدار میں کمی آئے گی۔

پیدا کی جانے والی قدرِ زائد کے حجم کے تعین سے ایک تیسرا قانون جنم لیتا ہے جس میں دو عوامل شامل ہیں: ایک، قدرِ زائد کی شرح؛ دوسرے، لگائے جانے والے تغیر پذیر سرمائے کی رقم۔ قدرِ زائد کی شرح یا قوتِ محن کے استحصال کی سطح، اور قوتِ محن کی قدر یا لازم وقتِ محن کی مقدار [متعین ہو] تو یہ بات از خود عیاں ہے کہ تغیر پذیر سرمایہ جتنا زیادہ ہوگا، اُس سے پیدا ہونے والی قدر اور قدرِ زائد کی مجموعی مقدار اُتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اگر دیہاڑی کی طوالت اور اس کے لازم عناصرِ ترکیبی کی حد متعین ہو، تو قدر اور قدرِ زائد کی وہ مجموعی مقدار جو ایک تنہا سرمایہ دار پیدا کرتا ہے واضح طور محن کے اُس حجم پر منحصر ہوگی جسے وہ استعمال میں لاتا ہے۔ لیکن متذکرہ بالا شرائط کے تحت اس کا دارومدار قوتِ محن کی مقدار یا اُن مزدوروں کی تعداد پر ہے جس کا وہ استحصال کرتا ہے۔ یہ بھی ہے کہ مزدوروں کی یہ تعداد لگائے جانے والے تغیر پذیر سرمائے کی مقدار سے متعین ہوگی۔ چنانچہ اگر قدرِ زائد کی شرح اور قوتِ محن کی قدر دونوں متعین ہوں تو پیدا ہونے والی قدرِ زائد کی مجموعی مقدار لگائے جانے والے تغیر پذیر سرمایوں کی مقداروں کے حوالے سے براہِ راست بدلے گی۔ اب ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سرمایہ دار اپنے سرمائے کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک حصہ وہ ذرائع پیداوار پر خرچ کرتا ہے۔ یہ اس کے سرمائے کا بقا پذیر حصہ ہے۔ دوسرا حصہ وہ زندہ محن کی خریداری میں کھپاتا ہے۔ یہ حصہ اس کے تغیر پذیر سرمائے کو تشکیل دیتا ہے۔ پیداوار کی سماجی طبع چاہے بنیادی طور پر ایک ہی ہو، سرمائے کی بقا پذیر اور تغیر پذیر حصوں میں تقسیم پیداوار کی مختلف شاخوں میں حتیٰ کہ پیداوار کی ایک ہی شاخ میں بھی مختلف ہوگی۔ یہ تعلق پیداواری عمل میں موجود تکنیکی حالات اور سماجی روابط میں تبدیلی کی وجہ سے بدلتا ہے۔ لیکن ایک خاص مقدار کا سرمایہ چاہے جس تناسب میں بھی بقا پذیر اور تغیر پذیر سرمائے میں تقسیم ہو؛ چاہے آخر الذکر سے اول الذکر 1:2 کے تناسب میں ہو، 1:10 کے تناسب میں ہو یا پھر 1:x کے تناسب ہی میں کیوں نہ ہو اس سے اُس قانون پر کوئی فرق نہیں آتا جو ابھی اخذ کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہمارے ماقبل کے تجزیے کی رو سے بقا پذیر سرمائے کی قدر مصنوعہ کی قدر میں دوبارہ نمودار ہو جاتی ہے، لیکن یہ نئی پیدا ہونے والی قدر، نئی بننے والی قدری مصنوعہ میں داخل نہیں ہوتی۔ 100 کاتنے والوں کی جگہ اگر 1,000 کاتنے والے لگائے جائیں تو یقینی بات ہے کہ اُنہیں نسبتاً زیادہ مواد، اور زیادہ تکلوں وغیرہ کی ضرورت ہوگی۔ تاہم ان اضافی ذرائع پیداوار کی قدر کم بھی ہو سکتی ہے، بڑھ بھی سکتی ہے اور یکساں بھی رہ سکتی ہے، یہ زیادہ بھی ہو سکتی ہے یا تھوڑی بھی رہ سکتی ہے لیکن یہ اُس قوتِ محن کے ذریعے پیدا ہونے والی قدرِ زائد پر کوئی اثر نہیں ڈالتی جو اِنہیں چلاتی ہے۔ جس قانون کی اوپر وضاحت کی گئی ہے اب اس نے ذیل کی شکل اختیار کر لی ہے: مختلف سرمایوں کی پیدا کی جانے والی قدر اور قدرِ زائد کی مجموعی مقداریں_ اگر قوتِ محن کی قدر متعین ہو اور ان کے استحصال کی سطح برابر ہو_ اُسی تناسب

میں بدلیں گی جس میں اِن سرمایوں کے تغیر پذیر اجزائے ترکیبی کی مقداریں بدلتی ہیں؛ مطلب یہ کہ جس تناسب میں اُن کے اجزائے ترکیبی زندہ قوتِ محن میں بدلتے ہیں۔

یہ قانون واضح طور پر اُن تمام تجربات سے ٹکراتا ہے جس کی بنیاد ظواہر پر ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ایک روئی کاتنے والا جو_ اپنے لگائے جانے والے سرمائے کی اوسط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے_ زیادہ بقا پذیر اور زیادہ تغیر پذیر سرمایہ لگاتا ہے، وہ اپنے حساب سے کسی طرح بھی ایک بیکری والے سے کم نفع یا قدرِ زائد نہیں کماتا، جو اُس کی نسبت سے زیادہ تغیر پذیر اور کم بقا پذیر سرمایہ لگاتا ہے۔ اس ظاہری تضاد کے حل کے لئے بہت سے درمیانی مراحل ابھی تک درکار ہیں، جیسے ابتدائی الجبرے کی رو سے اس بات کو سمجھنے کے لئے بہت سارے درمیانی مراحل کی ضرورت ہوتی ہے کہ $\frac{0}{0}$ ایک حقیقی مقدار کو بھی بیان کرسکتا ہے۔ کلاسیکی معیشت ،اس قانون کو اخذ کئے بغیر بھی ،فطری طور پر اسی کی تابع ہے، کیونکہ یہ قدر کے عمومی قانون کا لازمی نتیجہ ہے۔ یہ ایک زبردست تجرید کے ذریعے اس قانون کو متضاد مظاہیر سے ٹکرانے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب آگے چل کر ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ ریکارڈو کا اسکول اس رُکاوٹ میں کس طرح اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ ولگر معاشیات جس نے دراصل ''واقعی کچھ نہیں سیکھا''، ہر مقام کی طرح جو یہاں بھی محض ظواہر سے چمٹ کر رہ گئے ہیں جو اُن قوانین سے مخالفت میں ہیں جو ان کی وضاحت کرتے ہیں اور انہیں منضبط کرتے ہیں۔ سپائینوزا کی مخالفت میں اسے یقین ہے کہ ''جہالت ایک معقول وجہ ہے۔''

وہ محن جسے سماج کا کُل سرمایہ روزانہ استعمال میں لاتا ہے اُسے ایک اجتماعی دیہاڑی بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر لوگوں کی کُل تعداد دس لاکھ ہو اور ایک مزدور کے لئے اوسط دیہاڑی 10 گھنٹے کی ہو تو سماجی دیہاڑی دس ملین گھنٹوں پر مشتمل ہوگی۔ اس دیہاڑی کی ایک متعینہ طوالت کے ساتھ، چاہے اس کی حدود کا تعین طبعی طور پر کیا جائے یا معاشرتی طور پر، قدرِ زائد کی مجموعی مقدار میں اضافہ صرف اس صورت میں ہوگا جب مزدوروں کی تعداد، یعنی کام کرنے والی آبادی، بڑھائی جائے گی۔ یہاں پر آبادی کی نشوونما کُل سماجی سرمائے کی پیدا کی ہوئی قدرِ زائد کی ریاضیاتی حد تشکیل دیتی ہے۔ اس کے برعکس، آبادی کی ایک خاص تعداد کے ساتھ یہ حد دیہاڑی کی ممکنہ حد تک طوالت سے تشکیل دی جاتی ہے۔ تاہم اس کے بعد آنے والے باب میں دیکھا جائے گا کہ یہ قانون قدرِ زائد کی محض اسی ہُنتر پر لاگو ہوتا ہے جسے اب تک زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

تاہم اب تک جو قدرِ زائد کی پیداوار کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ روپے یا قدر کی ہر مقدار کو اپنی مرضی سے سرمائے میں نہیں بدلا جاسکتا۔ درحقیقت اس تبدیلی کے لئے ،قدرِ مبادلہ کی کسی چھوٹی سے چھوٹی مقدار کو اُس فرد کے ہاتھ میں ماقبل ہی تصور کرنا ہوگا جو روپے یا اشیاء کا حامل ہے۔ تغیر پذیر سرمائے کا کوئی

چھوٹے سے چھوٹا حصہ قوتِ محن کی لاگتی قیمت ہے، جس کو ہر روز، پورے سال کے لئے قدرِ زائد کی پیداوار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر یہ مزدور اپنے ذرائع پیداوار پر خود ہی قابض ہو اور محنت کنندہ کی حیثیت ہی سے زندگی بسر کر کے مطمئن ہو جائے تو اسے اُتنے عرصے سے زیادہ کام کرنے کی ضرورت نہ تھی جو اس کے ذرائع بقا کی باز تخلیق کے لئے درکار ہے، فرض کریں کہ یہ وقت روزانہ آٹھ گھنٹے ہے۔ اس کے علاوہ اُس کو صرف اُتنے ذرائع پیداوار کی ضرورت ہوگی جو اس کے آٹھ گھنٹے کے کام کے لئے کافی ہوں۔ جبکہ سرمایہ دار جو اُس کو ان آٹھ گھنٹوں سے زیادہ وقت تک، یوں کہہ لیں کہ آٹھ گھنٹے کے محنِ زائد کے لئے، کام کرنے پر مجبور کرتا ہے، اُسے اضافی ذرائع پیداوار کی فراہمی کے لیے اضافی رقم درکار ہوتی ہے۔ تاہم ہمارے مفروضے کی رو سے اُس کو زندہ رہنے کے لئے دو مزدور لگانے پڑیں گے، ایک تو روزانہ حاصل کی گئی قدر زائد پر؛ دوسرے اس قابل ہونے کے لئے کہ ایک مزدور ہی کی طرح اپنی لازمی ضروریات کی تسکین کے لئے۔ اس مسئلے میں زندگی کی محض بحالی ہی اس کی پیداوار کا حاصل ہوگی، نہ کہ دولت میں اضافہ؛ لیکن آخر الذکر کو سرمایہ دارانہ پیداوار میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے کہ وہ ایک عام مزدور کی نسبت صرف دُگنا زندہ رہ سکے، علاوہ ازیں پیدا ہونے والی قدرِ زائد کا آدھا سرمائے میں بدلے، اس کو مزدوروں کی تعداد کے ساتھ بڑھائے جانے والے کم از کم سرمائے کو 8 گُنا زیادہ کرنا پڑے گا۔ یقیناً اپنے مزدور کی طرح وہ خود بھی کام میں براہِ راست حصہ لیتے ہوئے اس میں شامل ہو سکتا ہے، لیکن اس صورت میں وہ مزدور اور سرمایہ دار کی ملی جلی کوئی چیز ہی ہوگا، یعنی ایک ''چھوٹا مالک''۔ سرمایہ دارانہ پیداوار کے ایک خاص درجے میں آ کر یہ بات لازمیت اختیار کر جاتی ہے کہ سرمایہ دار اپنا سارا وقت جس کے دوران وہ ایک سرمایہ دار، مطلب یہ کہ تجسیم شدہ سرمائے کے بطور کام کرتا ہے، اس بات کے لئے وقف کرے کہ دوسروں کے محن کو حاصل اور منظّم کرنے میں کامیاب ہو سکے اور اس محن کی مصنوعات کو فروخت کر سکے۔ عہدِ وسطیٰ کے گِلڈ (ہم پیشہ افراد) اسی وجہ سے مزدوروں کی اس تعداد کو محدود تر کرتے ہوئے جو ایک مالک استعمال کر سکتا تھا، ایک تجارت کے مالک کو سرمایہ دار بننے سے زبردستی روکتے تھے۔ روپے یا اشیاء کا حامل محض اس صورت میں سرمایہ دار بنتا جب پیداوار کے لئے لگائی جانے والی مزدوروں کی کم از کم تعداد عہدِ وسطیٰ کی زیادہ سے زیادہ تعداد سے تجاوز کرتے ہوئے کہیں زیادہ ہو جاتی۔ یہاں پر اُس فطری سائنس کی درُستگی کو بیان کیا گیا ہے جس کو ہیگل نے اپنی [کتاب] "Logic" میں دریافت کیا تھا۔ محض مقداری حوالے سے پایا جانے والا فرق جب ایک حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو وہ ایک خواصی تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔

قدر کے مجموعے کا وہ کم از کم جو روپے یا اشیاء کے حامل ایک شخص کے پاس ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنے آپ کو سرمایہ دار میں بدل سکے سرمایہ دارانہ پیداوار کے مختلف درجات میں، خاص اور تکنیکی عوامل کے مطابق بدلتا رہتا

ہے۔ پیداوار کے کئی گُر ے سرمایہ دارانہ نظامِ پیداوار کے آغاز میں بھی اُس کم سے کم سرمائے کا تقاضا کرتے ہیں جو ابھی تک ایک فرد کے ہاتھ میں آنے نہیں پایا۔ جیسا کہ کولبرٹ کے دور میں فرانس اور ہمارے دور میں کئی جرمنی ریاستوں میں ہوا، یہ جزوی طور پر عام شہری کے لئے ریاستی سبسڈی کی وجہ ہے، اوران سوسائیٹیوں کی تشکیل کی بھی جزوی وجہ ہے جنہیں قانونی طور پر صنعت کی مختلف شاخوں کو بروئے کار لانے کی اجارہ داری حاصل تھی۔ یہ جدید جائنٹ سٹاک کمپنیوں کی پیشرو تھیں۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ پیداواری نظام کے اندر سرمائے کو محن پر، یعنی کام کرتی ہوئی قوتِ محن یا خود مزدور پر، بالادستی درکار رہوتی ہے۔ سرمایہ دار جو کہ سرمائے کی تجسیمی صورت ہوتا ہے اس بات پر توجہ دیتا ہے کہ اُس کا مزدور باقاعدگی سے اور پوری تندہی کے ساتھ کام کرے۔

پھر سرمایہ زبردستی کا رویہ اختیار کر لیتا ہے جو مزدور طبقے کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اُس سے زیادہ کام کریں جتنا اُس کی اپنی ضروریاتِ زندگی کا تنگ دائرہ تقاضا ہے۔ دوسروں کی سرگرمیوں کے پیدا کنندہ کی حیثیت سے، محنِ زائد کے حصول کنندہ اور قوتِ محن کے استحصال کنندہ کی حیثیت سے یہ توانائی، پابندیوں کی خلاف ورزی، لاپرواہی اور چالاکی کے لحاظ سے اُن تمام پیداواری نظاموں سے آگے نکل جاتا ہے جو براہِ راست محنِ لازم پر انحصار کرتے تھے۔

سب سے پہلے سرمایہ محن کو اُن تکنیکی صورت احوال کی بنیاد پر اپنا مطیع بناتا ہے جن میں وہ تاریخی طور پر موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ خود بخود ہی طبعِ پیداوار کو نہیں بدلتا۔ جیسا کہ ہم نے اب تک جائزہ لیا ہے، محض دیہاڑی کی طوالت میں اضافے سے قدرِ زائد کی پیداوار یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ خود طبعِ پیداوار کی کسی قسم کی بھی تبدیلی سے آزاد ہے۔ یہ انداز جدید روئی کے کارخانوں کی نسبت سے قدیم انداز کے بھٹیار خانوں میں کم فعال نہ تھا۔

اگر ہم پیداواری عمل کا سیدھے سادے عملِ محن کے نقطۂ نظر سے جائزہ لیں، تو ہم دیکھیں گے کہ مزدور ذرائع پیداوار کے ساتھ وابستہ ہے؛ ان [ذرائع پیداوار] کے سرمایہ ہونے کے خاصے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یہ اُس کی اپنی ذہنی پیداواری سرگرمی کے لئے مواد اور ذریعے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر چمڑہ سازی میں وہ کھالوں کو اپنے محن کے مقصد کے بطور ہی استعمال کرتا ہے۔ وہ سرمایہ دار کی کھال کو نہیں رنگتا۔ لیکن جیسے ہی ہم پیداواری عمل کا جائزہ قدرِ زائد پیدا کرنے والے عمل کے بطور لیں گے تو ہم دیکھیں گے کہ یہ ایک مختلف چیز ہے۔ اچانک ہی ایسا ہوتا ہے کہ ذرائع پیداوار دوسروں کے محن کو چوسنے کے ذرائع بن جاتے ہیں۔ اب یہ مزدور نہیں جو اِن ذرائع پیداوار کو استعمال میں لاتا ہے، بلکہ اب تو ذرائع پیداوار ہی مزدور کو استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ اُس کی پیداواری سرگرمی کے مادی عناصر کے بطور خرچ ہو جانے کے بجائے وہ [ذرائع پیداوار] اُس کو اپنے

عملِ حیات کے لئے ضروری ایندھن کے بطور استعمال کر جاتے ہیں۔اور سرمائے کا عملِ حیات محض اس کی حرکت پر منحصر ہوتا ہے جس میں قدر مسلسل طور پر بڑھ رہی ہے، اور اپنے اندر مسلسل اضافہ کر رہی ہے۔بھٹیاں اور کارخانے جو رات کو بند پڑے رہتے ہیں، اور کوئی زندہ محن چوس نہیں رہے ہوتے، سرمایہ دار کے نزدیک یہ محض نقصان ہی نقصان ہے۔چنانچہ بھٹیاں اور کارخانے مزدوروں کے رات کے محن کے لئے قانونی دعویٰ دائر کر دیتے ہیں۔یہ سادہ سی تبدیلی جس میں روپیہ پیداواری عمل کے مادی عناصر، یعنی ذرائع پیداوار میں بدل جاتا ہے آخرالذکر کو ایک ایسے حق میں بدلتی ہے جو اسے دوسروں کے محن اور محنِ زائد پر حاصل ہوتا ہے۔نتیجہ اخذ کرنے میں ایک مثال سے ہم یہ دیکھیں گے کہ یہ نفاست، جو سرمایہ دارانہ پیداوار کا خاصہ ہے اور اسی سے مخصوص ہے_ زندہ اور مُردہ محن کے درمیان موجود یہ تعلق، قدر اور اس قدر کی پیدا کنندہ قوت کے درمیان موجود تعلق کا یہ اُلٹ پھیر اپنے آپ کو کس طرح سرمایہ دار کے ذہن میں اُجاگر کرتا ہے۔1848 اور 1850 کے درمیان اُٹھنے والی انگریز فیکٹری مالکان کی تحریک، ''سکاٹ لینڈ کے مغربی علاقوں کے قدیم ترین اور معزز ترین خاندانوں میں Messrs. Carlile Sons& co. نام کا ایک خاندان جو سوت اور روئی کا دھاگہ بنانے والی ایک مِل واقع Paisley کا مالک تھا، یہ کمپنی قریباً ایک صدی قبل سے کام کر رہی تھی جو 1752 سے چالو حالت میں تھی، اور اسی خاندان کی چار نسلوں نے اس کی دیکھ بھال کی تھی''.....اس ''بہت ذہین آدمی'' نے اُس وقت گلاسگو کی روزانہ کی ڈاک میں 25 اپریل 1849 کو ''ریلے سسٹم'' کے عنوان کے تحت ایک خط ارسال کیا۔اس خط میں دوسری باتوں کے ساتھ ذیل میں درج مضحکہ خیز سا اقتباس بھی آتا ہے: ''اب ہم....دیکھتے ہیں کہ کارخانے کے کام کو 10 گھنٹے تک محدود کرنے میں کون سی بُرائیاں حائل ہوتی ہیں.....اُن کا مطلب ہے کہ مِل کے مالک کی امیدیں اور خوشحالی شدید خطرے میں پڑ جائیں۔اگر وہ (مطلب کہ اُس کے ''ہاتھ'') اس سے پہلے 12 گھنٹے کام کرتے تھے اور اب اس کام کو دس گھنٹے تک محدود کر دیا جائے تو اس صورت میں اس کی لگائی ہوئی 12 مشینیں یا تکلے سمٹ کر 10 رہ جائیں۔اور اگر [اس کے بعد] کام بند کر دیا جائے تو ان کی قدر صرف 10 کی رہ جائے گی۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ مُلک کے ہر کارخانے کی قدر میں سے چھٹا حصہ منہا ہو جائے۔''

مغربی سکاٹ لینڈ کی اس بورژوازی ذہنیت_ جسے ''چار نسلوں کی'' سرمایہ دارانہ خصوصیات ورثے میں ملی ہیں_ میں ذرائع پیداوار، اور تکلوں وغیرہ کی قدر اس طرح سے اُن کی ملکیت سے گھلی ملی ہوئی ہے، جیسے سرمایہ، خود ان کی اپنی قدر کو پھیلانے کے لئے اور ہر روز دوسروں کی اس محن کو نگلنے کے لئے جس کی اُجرت ادا نہیں کی جاتی؛ مطلب یہ کہ Carlile & Co. نامی فرم کا مالک اصل میں سمجھتا ہے کہ اگر وہ اپنا کارخانہ فروخت کر دے تو اس کو نہ صرف تکلے کی قدر ادا کی جائے گی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اُن کی وہ قوت بھی جس کے تحت قدرِ زائد حاصل

کی جاتی ہے؛ نہ صرف ان میں مجسم شدہ محن جتنا اس قسم کا تکلا بنانے کے لئے درکار ہوتا ہے، بلکہ وہ محنِ زائد بھی جو ان کی مدد سے وہ [فیکٹری کے مالکان] Paisley کے جفاکش باشندوں سے اسے حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں۔ اور یہی وجہ اسے یہ بات سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ اگر دیہاڑی کے 2 گھنٹے کم کر دئے جائیں تو کاتنے والی 12 مشینوں کی قیمتِ فروخت کم ہو کر 10 مشینوں کے برابر رہ جائے گی!

حوالہ جات وحواشی

1۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس بنیادی قانون سے نام نہاد معاشیات آگاہ نہیں۔ یہ لوگ رسد اور طلب کے اصولوں کے تحت محن کی منڈی کی قیمت جانتے ہوئے، ارشمیدس سے برخلاف، یہ سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک ایسی ناب پا لی ہے جو زمین کو متحرک کرنے کے بجائے اسے روکتی ہے۔

2۔ چوتھی کتاب میں اس کے بقیہ لوازم دئے جائیں گے۔

3۔ ''محن جو کسی معاشرے کا معاشی وقت ہوتا ہے، ایک طے شدہ حصہ ہے: جیسے دس لاکھ لوگوں کے ایک دن میں دس گھنٹے، یا دس لاکھ گھنٹے.... سرمائے کے بڑھنے کی ایک حد ہوتی ہے۔ یہ حد کسی بھی مخصوص عہد میں معاشی طور پر استعمال ہونے والے وقت کے زیادہ سے زیادہ پھیلاؤ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

An Essay on the Political Economy of Nations." London, 1821, pp. 47, 49.

4۔ ''کسان خود اپنے محن پر انحصار نہیں کر سکتا، اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ گھاٹے میں رہتا ہے۔ اس کی محنت کُل کام کو عمومی توجہ دینے کا تقاضا کرتی ہے۔ جیسے اس کے تھریشر کی مسلسل دیکھ بھال ہونی چاہیے، بصورتِ دیگر وہ بہت جلد اُس غلہ کا نفع کھو بیٹھے گا جس کو گاہا نہیں جا سکا؛ اس کی درانتیاں، کٹائی کے آلات وغیرہ کی مسلسل دیکھ بھال ہونی چاہیے۔ اسے مسلسل اپنے کھیتوں کا چکر لگانا چاہیے، اسے یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ کسی چیز سے غفلت تو نہیں برتی گئی۔ ایسا تب ہوتا ہے جب وہ ایک جگہ یا کام پر اپنی توجہ مرکوز کر دے۔

''("An Inquiry into the Connexion between The Present Price Provisions and the Size of Farms, &c., By a Farmer." London, 1773, p. 12)

یہ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔ اس میں ''سرمایہ دار'' کسان یا ''تاجر کسان'' _ جیسا کہ اسے عموماً کہا جاتا ہے _ کی

ابتدا کو، اوراس کی اُس چھوٹے کسان قیمت پر خود آموز عظمت کو بھی دیکھا جا سکتا ہے، یعنی ایسا کسان جو صرف اشیائے خورد ونوش ہی کماتا ہے۔''سرمایہ داروں کا یہ طبقہ پہلے تو جزوی طور پر مگر بعد ازاں کُلی طور پر دستی محن کی لازمیت سے مبرا ہو جاتا ہے۔''

("Textbook of Lectures on the Political Economy of Nations. By the Rev. Richard Jones." Hertford, 1852. Lecture III., p. 39.)

5۔ جدید کیمسٹری کا مالیکیولی نظریہ جس پر پہلے Laurent اور Gerhardt نے سائنسی انداز میں کام کیا تھا اس کی بنیاد کوئی اور قانون نہیں۔ (تیسری اشاعت میں اضافہ) اس بیان کی وضاحت کے بارے میں، جو غیر کیمیا دانوں پر اتنا واضح نہیں، ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مقام پر مصنف کاربن کے مرکبات کے ہم انداز سلسلے کی بات کر رہا ہے؛ پہلے یہ نام 1843 میں C. Gerhardt نے تجویز کیا، ان میں سے ہر سلسلہ اپنا ایک مخصوص بنیادی الجبریائی فارمولہ رکھتا ہے، جیسے Paraffins کا: C^nH^{2n+2} سادہ الکوحل Alcohal کا $C^nH^{2n+2}O$ سادہ Fatty Acids کا $C^nH^{2n+2}O^2$ اور اسی طرح بہت سے دوسرے۔ اوپر دی گئی مثالوں میں مالیکیولی فارمولے میں CH^2 کے سادہ مقداری اضافے سے ہر دفعہ خواصی اعتبار سے مختلف مرکبات بنتے ہیں۔ اس حقیقت کی تعین میں (جس کے بارے میں مارکس نے مبالغے سے کام لیا) Laurent اور Gerhardt کے کردار کے لئے ملاحظہ کیجئے Kopp کی کتاب "Entwicklung der Chemie." Munchen, 1873, pp. 709,716 اور Schorlemmer کی کتاب: "The Rise and Development of Organic Chemistry."London, 1879, p. 54. فریڈرک اینگلز۔

6۔ مارٹن لوتھر اس قسم کے اداروں کو "The Compny Monopolia." کہتا ہے۔

7۔ 30 اپریل 1849 کی بابت فیکٹری کے معائنہ کار کی رپورٹ۔ ص. 59۔

8۔ ایضاً، ص. 60۔ فیکٹری کا معائنہ کار سٹیورٹ جو خود بھی سکاٹ لینڈ کا باشندہ ہے، اور انگریز فیکٹری کے معائنہ کاروں کے برخلاف جو سرمایہ دارانہ اندازِ فکر اپنائے ہوئے ہے، اُس خط پر رائے دیتا ہے جس کو وہ اپنی رپورٹ میں شامل کرتا ہے، کہ یہ ''ابلاغ کا سب سے موثر ایسا طریقہ جو ریلے کے نظام سے وابستہ کسی بھی سرمایہ دار نے اُن کو دیا جو اسی پیشے سے وابستہ ہیں۔ مزید یہ کہ یہ خط نپے تلے انداز میں ان لوگوں کے تعصّبات کو دور کرتا ہے جنہیں کارخانے میں کام کے بندوبست میں تبدیلی کے بارے کوئی شکوک وشبہات ہیں۔

اس کتاب کو مارکسسٹس انٹرنیٹ آرکائیو marxists.org کے لیے ابن حسن نے ترتیب دیا۔
کمپوزنگ: **امتیاز حسین**
اپنی رائے اور تجاویز کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔
hasan@marxists.org